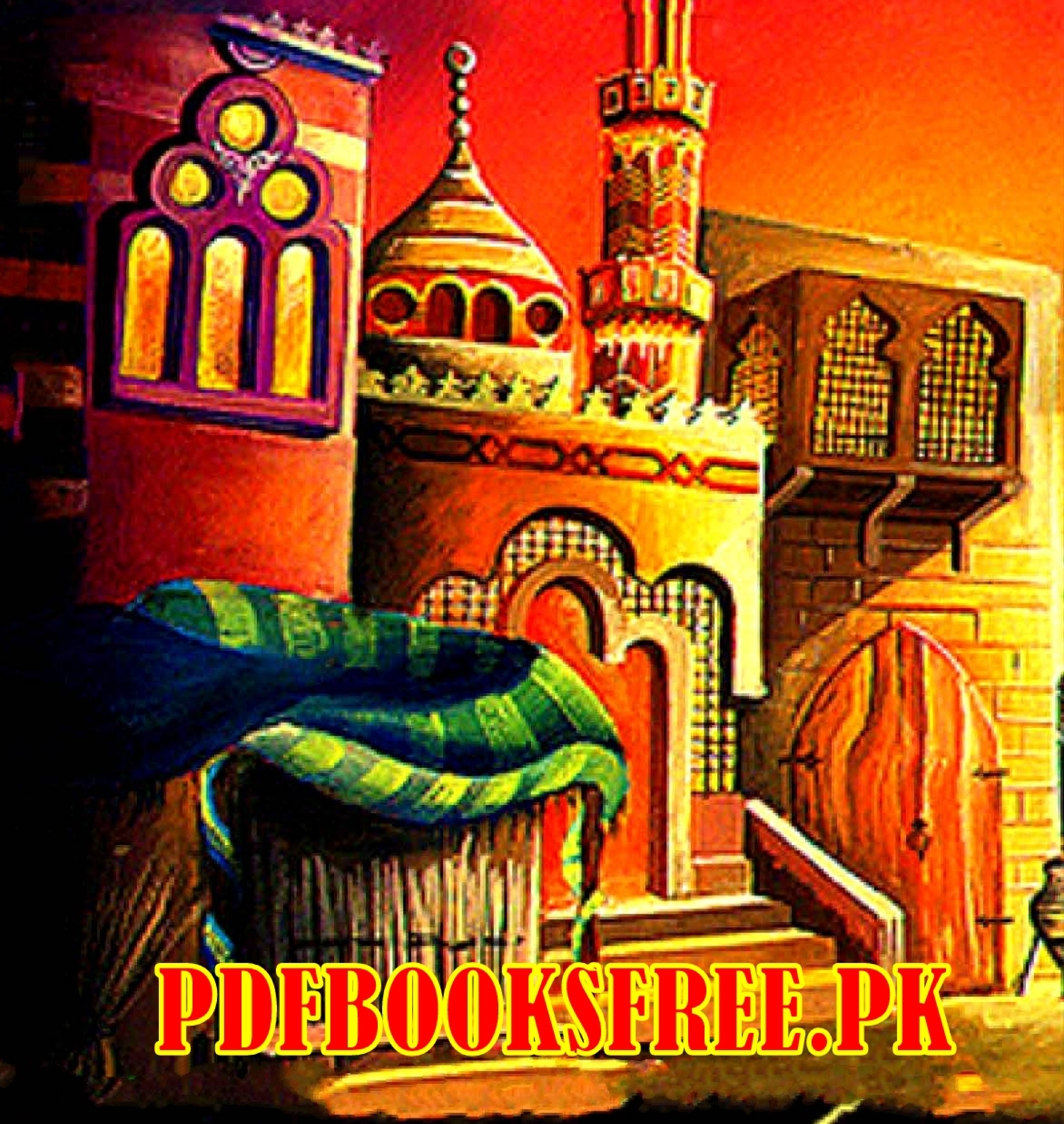
لقمان حکیم



از سعید خان

پیش لفظ

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے۔ ہاں ایک پاکباز، متقی اور پرہیز گار انسان تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجے کا عقل وفہم اور متانت ودانائی عطا فرمائی تھی۔ اُنہوں نے عقل کی استعمال سے وہ باتیں کھولیں جو پیغمبروں کے احکام وہدایات کے موافق تھیں۔ اُن کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آئی ہیں۔ ربُّ العزت نے ایک حصہ قُرآن میں نقل فرما کران کا مرتبہ اور زیادہ بڑھا دیا، شائد مقصود یہ جتلانا ہو کہ شرک وغیرہ کا قبیح ہونا جس طرح فطرت انسانی کی شہادت اور انبیاء کی وحی سے ثابت ہے، دُنیا کے منتخب عقلمند بھی اپنی عقل سے اس کی تائید وتصدیق کرتے رہے ہیں۔

حضرت لقمانؑ کون تھے کہاں کے رہنے والے تھے؟ اور کس زمانے میں گُزرے ہیں؟ اس کی پوری طرح تعین نہیں ہوسکی ہے۔ اکثر کا قول ہے کہ حبشی تھے اور حضرت داؤد علیہ السّلام کے عہد میں گزرے ہیں۔

اس کتابچے میں میں نے حضرت لقمانؑ کے پچاس منتخب نصیحتوں کے ساتھ ساتھ قُرآن پاک کے سورۃ لقمان کی پوری تفسیر جو کہ میں نے تفسیرِ عثمانی سے لی ہے شامل کیا ہے تا کہ قارئین تک مستند معلومات بہم پہنچا کر حضرت لقمانؑ کے بارے میں سنی سنائی باتوں کا مداوہ ہو۔

از

سعید خان

حضرت لقمانِ حکیمؑ کی پچاس منتخب نصیحتیں

حضرت لقمان حکیم نبی خدا حضرت ایوب علیہ السّلام کے عزیز تھے اور یہ حضرت داوٗدؑ کے دور میں ہوئے تھے۔ آپ نے چار ہزار پانچ سو سال دنیا میں زندگی بسر کی ہے آپ کو خدا نے علم و حکمت سے مالا مال اور بہرہ ور کیا تھا۔ آپکا ذکر قرآن مجید میں نمایاں طور پر آیا ہے۔ آپ نے اپنے تجربہ کی روشنی میں بہت سی قیمتی نصیحتیں دنیا والوں کے لئے کی ہے۔ آپ نے اپنی نصیحتوں میں خاص طور سے اپنے بیٹے کو مخاطب رکھا ہے۔ آپ کی نصیحتوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے آپ کے بے شمار نصیحتوں کے شمار میں اختلاف ہے۔ بعض علماء تین ہزار بتاتے ہیں اور صاحب جنات الخلود نے سات ہزار بتایا ہے۔ میں نے کتاب معاون الجواہر سے پچاس منتخب نصیحتوں کا خلاصہ آپ کے استفادہ کے لئے تحریر کئے ہیں۔

حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں۔

---01--- خُدا کی معرفت حاصل کرو اور اسے اچھی طرح پہچانو۔

---02--- جو بات کسی سے کہو اس پر خود بھی عمل کرو۔

---03--- موقع سے بولو اور مناسب گفتگو کے لئے لب کشائی کرو۔

---04--- ہر قسم اور ہر طبقہ کے لوگوں کو پہچانو اور ان کے ساتھ مناسب برتاؤ کرو۔

---05--- اپنا راز کسی پر عیاں مت کرو۔

---06--- دوستوں کو مصیبت کے وقت آزماؤ۔

---07--- دوستوں کا امتحان فائدہ اور نقصان دونوں حالتوں میں کرو۔

---08--- ہر شخص کے حق کو پہچانو۔

---09--- نافہم عورتوں پر بھروسہ مت کرو۔

---10 عورتوں اور بچوں سے راز کی بات مت کرو اور کسی کی چیز میں طمع اور لالچ نہ کرو۔

---11 جو نہ جانتے ہو اس میں رہبری کی کوشش مت کرو۔

---12 اپنے کاموں کو سوچ سمجھ کر کرو۔

---13 اپنے بچوں کو تیر اندازی اور سواری کی مشق کراؤ۔

---14 رات میں آہستہ آہستہ باتیں کرو تا کہ کوئی تمہارہ دشمن تمہاری بات سن کر تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔

---15 اپنی اولاد کو علم و ادب سکھاؤ۔

---16 ہر شخص کی مناسبت سے اس کا کام اور کی خدمت کرو۔

---17 قوم و ملت اور جماعت کے میل جول رکھو۔

---18 اپنے کپڑوں کو پاک و پاکیزہ رکھو۔

---19 جب گھر میں داخل ہو تو آنکھ اور زبان پر قابو رکھو۔

---20 مہمان کی اپنی حیثیت کے مطابق ضرور خدمت کرو۔

---21 سخاوت کی عادت ڈالو۔

---22 ہر کام میں میانہ روی اختیار کرو۔

---23 خرچ کرتے وقت آمدن کا لحاظ رکھو۔

---24 اُستاد کو بہترین باپ سمجھو۔

---25 کم کھانے کم سونے اور کم بولنے کی عادت ڈالو۔

---26 جو اپنے لئے پسند نہ کرو اسے دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

---27 دن میں چوکنے ہو کر بات چیت کیا کرو۔

28--- اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھو۔

29--- بیہودہ گوئی سے پرہیز کرو۔

30--- کسی کو لوگوں کے سامنے شرمندہ مت کرو۔

31--- لوگوں کے سامنے انگڑائی نہ لو۔

32--- بے خطا اور بے گناہ کو خطاوار اور گناہگار نہ ٹھہراؤ۔

33--- اپنے مال کو چھپاؤ اور اسے دوست دشمن کے سامنے نہ لاؤ۔

34--- ماں باپ کے وجود کو غنیمت اور نعمت جانو۔

35--- دوست اور دشمن دونوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ رہو۔

36--- اپنے مخلص دوستوں کو دل سے دوست رکھو۔

37--- جوانی میں ایسے کام کرو جو دین اور دُنیا دونوں میں مفید ثابت ہوں۔

38--- عہدِ جوانی کو غنیمت جانو۔

39--- جو بات کہو وہ نپی تُلی اور پُر از دلیل ہو۔

40--- اصلاح پسند اور عقل مند لوگوں سے مشاورت کرو۔

41--- اچھے کاموں میں پوری سعی کرو۔

42--- خردمند اور ہوشیار لوگوں سے میل جول رکھو۔

43--- احمقوں سے دور رہو۔

44--- عام لوگوں کو اپنے سے گستاخ نہ ہونے دو۔

45--- آج کا کام کل پر مت ڈالو۔

46--- کسی حاجت مند کو نا اُمید مت کرو۔

﴾---47---﴿ گزری ہوئی کشیدگی کو تازگی نہ بخشو۔

﴾---48---﴿ بزرگوں سے زیادہ تکرار مت کرو۔

﴾---49---﴿ اپنے سے بڑوں کے ساتھ مزاخ اور خوش طبعی نہ کرو۔

﴾---50---﴿ بزرگوں کے آگے آگے مت چلو۔

امید ہے آپ کو یہ انتخاب پسند آیا ہوگا اور آپ کو بہت سی نئی باتوں کا پتہ چلا ہوگا اور تمام دوستوں سے التماس ہے کہ آپ کو جو بھی نصیحت اچھی لگی ہوا سے دوسروں تک ضرور پہنچائیں اس طرح بہت سے لوگ اس سے مستفید ہوسکیں۔

حضرت لقمانؑ کے بارے میں تاریخ کے کتابوں میں ابہام پایا جاتا ہے۔قُرآنِ پاک کا سورۃ لقمانؑ ہی واحد مستند ذریعہ ہے جس سے ہمیں ان کے بارے میں معلومات ملتی ہے اس وجہ سے میں نے اس کتابچے میں سورۃ لقمان کو تفسیر اور اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کیا ہے جو کہ تفسیرِ عثمانی سے لیا گیا ہے۔ تفسیرِ عثمانی جناب حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے لکھا ہے۔مفتی صاحب دُنیا کے ایک نامہ ورعالِم دین، پاکستان شریعت اپیلٹ کورٹ کے سابقہ جج اور جامعہ دارلعلوم کراچی کے صدر ہیں۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ ۳۱ مَکِّیَّۃٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	اٰیَاتُهَا ۳۴ رُکُوْعَاتُهَا ۴
سورۂ لقمٰن مکہ میں نازل ہوئی، اس کی	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

الٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۲ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝۳ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے اور مہربانی نیکی کرنے والوں کے لئے ف۱ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ

اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر اُن کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی طرف سے اور وہی

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

مراد کو پہنچے ف۲ اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے

وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ

اور ٹھہرائیں اُسی کو ہنسی وہ جو ہیں اُن کو ذلت کا عذاب ہے ف۳ اور جب سنائیے اُس کو ہماری آیتیں پیٹھ دیجائے غرور سے گویا اُن

لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کو سُنا ہی نہیں گویا اُس کے دونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اُس کو دردناک عذاب کی ف۴ جو لوگ یقین لائے اور کیے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹

بھلے کام اُن کے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ رہا کریں اُن میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا ف۵

(۱) **سورۂ لقمان** یہ کتاب خاص نیکی اختیار کرنے والوں کے لئے سرمایہ رحمت و ہدایت ہے۔ کیونکہ وہ ہی لوگ اس سے منتفع ہوتے ہیں۔ ورنہ نفس نصیحت و فہمائش کے لحاظ سے تو تمام جن وانس کے حق میں ہدایت و رحمت بن کر آئی ہے۔

(۲) **مفلحین کا ذکر** سورۂ "بقرہ" کے شروع میں اسی طرح کی آیات گذر چکی ہیں وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔

(۳) **لہو ولعب میں رہنے والوں پر عذاب** سعدائے مفلحین کے مقابلہ میں یہ اُن اشقیاء کا ذکر ہے جو اپنی جہالت اور ناعاقبت اندیشی سے قرآن کریم کو چھوڑ کر ناچ رنگ، کھیل تماشے، یا دوسری واہیات اور خرافات میں مستغرق ہیں چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی ان ہی مشاغل و تفریحات میں لگا کر اللہ کے دین اور اُس کی یاد سے برگشتہ کردیں اور دین کی باتوں پر خوب ہنسی مذاق اُڑائیں۔

لہو الحدیث کی تفسیر حضرت حسن "لہو الحدیث" کے متعلق فرماتے ہیں۔ كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَذِكْرِهٖ مِنَ السَّمَرِ وَالْاَضَاحِيْكِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغِنَاءِ وَنَحْوِهَا (روح المعانی) (یعنی "لہو الحدیث" ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد

ـلہ باتیں۔ ـلہ پھیر جائے۔

سے ہٹانے والی ہو۔ مثلاً فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے، اور گانا بجانا وغیرہ)۔

نضر بن حارث کی قرآن دشمنی روایات میں ہے کہ نضر بن حارث جو رؤسائے کفار میں تھا بغرض تجارت فارس جاتا تو وہاں سے شاہانِ عجم کے قصص و تواریخ خرید کر لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں، آؤ میں تم کو رستم و اسفندیار اور شاہان ایران کے قصے سناؤں۔ بعض لوگ ان کو دلچسپ سمجھ کر اُدھر متوجہ ہو جاتے۔ نیز اُس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی، جس کو دیکھتا کہ دل نرم ہوا اور اسلام کی طرف جُھکا، اُس کے پاس لیجاتا اور کہہ دیتا کہ اسے کھلا پلا اور گانا سُنا، پھر اس شخص کو کہتا کہ دیکھ یہ اُس سے بہتر ہے جدھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، اور جان مارو۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (تنبیہ) شان نزول گو خاص ہو مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہیگا۔ جو لہو و شغل (دین اسلام سے پھر جانے یا پھیر دینے کا موجب ہو، حرام بلکہ کفر ہے۔ اور جو احکام شرعیہ ضروریہ سے باز رکھے یا سبب معصیت بنے وہ معصیت ہے ہاں جو لہو کسی امر واجب کا مفوّت (فوت کرنے والا) نہ ہو اور کوئی شرعی غرض و مصلحت بھی اُس میں نہ ہو وہ مباح، لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولٰی ہے۔ گھوڑدوڑ، یا تیر اندازی اور نشانہ بازی یا زوجین کی ملاعبت (جو حدِ شریعت میں ہو) چونکہ معتد بہا اغراض و مصالح شرعیہ پر مشتمل ہیں اس لئے لہو باطل سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں۔ رہا غناء و سماع کا مسئلہ اُس کی تفصیل کتب فقہ وغیرہ میں دیکھنی چاہئے مزامیر و ملاہی کی حرمت پر تو صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے۔ البتہ نفسِ غناء کو ایک درجہ تک مباح لکھتے ہیں اُس کی قیود و شروط بھی کتابوں میں دیکھ لی جائیں۔ صاحب روح المعانی نے آیت ہذا کے تحت میں مسئلہ غناء و سماع کی تحقیق نہایت شرح و بسط سے کی ہے فلیراجع

(۴) یعنی غرور و تکبر سے ہماری آیتیں سُننا نہیں چاہتا۔ بالکل بہرا بن جاتا ہے۔

(۵) **اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا** یعنی کوئی قوت اُس کو ایفائے وعدہ سے روک نہیں سکتی، نہ کسی سے بے موقع وعدہ کرتا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا

بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اُس کو دیکھتے ہو ف۶ اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ تم کو لیکر جھک نہ پڑے ف۷ اور بکھیر دیئے اُس

مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ

میں سب طرح کے جانور اور اُتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اُگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے خاصے ف۸ یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا اب

فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۱ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ

دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے جو اُس کے سوا ہیں ف۹ کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں ف۱۰ اور ہم نے دی لقمان کو

الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۱۲ وَاِذْ قَالَ

عقلمندی ف۱۱ کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا ف۱۲ اور جب کہا

لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳

لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اُس کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا ف۱۳ بیشک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے ف۱۴

ع ۱۱

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۶) اس لفظ کی تفسیر سورہ "رعد" کے شروع میں گذر چکی۔

۱؎ پھیلا۔ ۲؎ خوبیوں۔

(۷) **پہاڑوں کا فائدہ** یعنی سمندر کی موجوں اور سخت ہوا کے جھٹکوں سے یا دوسرے اسباب طبیعہ سے مرتعش ہو کر جھک نہ پڑے اس کا انتظام بڑے بڑے پہاڑ قائم کر کے کر دیا گیا۔ سورۂ "نحل" کے اوائل میں یہ مضمون گذر چکا ہے۔ باقی پہاڑوں کے پیدا کرنے کی حکمت کچھ اسی میں منحصر نہیں۔ دوسرے فوائد اور حکمتیں ہوں گی جو اللہ کو معلوم ہیں۔

(۸) یعنی ہر قسم کے پُررونق، خوش منظر، اور نفیس وکار آمد درخت زمین سے اُگائے۔ سورۂ شعراء کے شروع میں اسی مضمون کی آیت گذر چکی ہے۔

(۹) **شرکاء نے کیا پیدا کیا ہے دکھاؤ؟** جب نہیں دکھلا سکتے تو کس منہ سے اُن کو خدائی کا شریک اور معبودیت کا مستحق ٹھہراتے ہو۔ معبود تو وہ ہی ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ میں پیدا کرنا اور رزق پہنچانا سب کچھ ہو۔ یہاں ایک ذرہ کے پیدا کرنے کا اختیار نہیں۔

(۱۰) یعنی ان ظالموں کو سوچنے سمجھنے سے کچھ سروکار نہیں۔ اندھیرے میں پڑے بھٹک رہے ہیں۔ آگے شرک وعصیان کی تقبیح کے لئے حضرت لقمان کی نصیحتیں نقل فرماتے ہیں جو انہوں نے اللہ کی طرف سے دانائی پا کر اپنے بیٹے کو کی تھیں۔

(۱۱) **حضرت لقمٰن کی حکمت** اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے۔ ہاں ایک پاکباز متقی انسان تھے جن کو حق تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عقل وفہم اور متانت ودانائی عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے عقل کی راہ سے وہ باتیں کہیں جو پیغمبروں کے احکام وہدایات کے موافق تھیں۔ اُن کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آتی ہیں رب العزت نے ایک حصہ قرآن میں نقل فرما کر ان کا مرتبہ اور زیادہ بڑھا دیا، شاید مقصود یہ جتلانا ہو کہ شرک وغیرہ کا قبیح ہونا جس طرح فطرت انسانی کی شہادت اور انبیاء کی وحی سے ثابت ہے، دنیا کے منتخب عقلمند بھی اپنی عقل سے اس کی تائید وتصدیق کرتے رہے ہیں۔ پس توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کرنا ضلال مبین نہیں تو اور کیا ہے۔ (تنبیہ)

حضرت لقمان کون تھے حضرت لقمان کہاں کے رہنے والے تھے؟ اور کس زمانہ میں ہوئے؟ اس کی پوری تعیین نہیں ہو سکی، اکثر کا قول ہے کہ حبشی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں ہوئے۔ ان کے بہت قصے اور اقوال تفاسیر میں نقل کئے ہیں، فاللہ اعلم بصحتہا۔

(۱۲) **شکر کی نصیحت** یعنی اس احسان عظیم اور دوسرے احسانات پر منعم حقیقی کا شکر ادا کرنا اور حق ماننا ضروری ہے لیکن واضح رہے کہ اس حق شناسی اور شکر گذاری سے خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جو کچھ فائدہ ہے خود شاکر کا ہے کہ دنیا میں مزید انعام اور آخرت میں اجر وثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اگر ناشکری کی تو اپنا نقصان کریگا اللہ تعالیٰ کو اس کے شکر یہ کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اس کی حمد وثنا تو ساری مخلوق زبان حال سے کر رہی ہے اور بفرض محال کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو تب بھی جامع الصفات اور منبع الکمالات ہونے کی بناء پر وہ بذات خود محمود ہے کسی کے حمد وشکر کرنے یا نہ کرنے سے اُس کے کمالات میں ذرہ بھر کمی بیشی نہیں ہوتی۔

(۱۳) **بیٹے کو شرک نہ کرنے کی نصیحت** معلوم نہیں بیٹا مشرک تھا؟ سمجھا کر راہ راست پر لانا چاہتے تھے یا موحد تھا؟ اُسی توحید پر خوب مضبوط کرنے اور جمائے رکھنے کی غرض سے یہ وصیت فرمائی؟

(۱۴) **شرک ظلم عظیم ہے** اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق مختار کا درجہ دیدیا جائے اور اس سے زیادہ حماقت اور ظلم اپنی جان پر کیا ہوگا کہ اشرف المخلوقات ہو کر خسیس ترین اشیاء کے آگے سر عبودیت خم کر دے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي

اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اسکے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اسکا دو برس میں کہ حق مانے میرا

وَلِوَالِدَيْكَ ۗ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا

اور اپنے ماں باپ کا۔ آخر مجھی تک آنا ہے ف۱۵ اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا

تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

مت مان ف۱۶ اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق ف۱۷ اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف ف۱۸ پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر

فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ

میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱۹ اے بیٹے اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانہ کی پھر وہ ہو کسی پتھر میں

أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ

یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے اس کو اللہ بیشک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے ف۲۰ اے بیٹے قائم رکھ نماز

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٧﴾

اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے ف۲۱ اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے بیشک یہ ہیں ہمت کے کام ف۲۲

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾

اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ف۲۳ اور مت چل زمین پر اتراتا بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا بڑائیاں کرنے والا ف۲۴

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾

اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی بیشک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے ف۲۵

(۱۵) **ماں کا حق باپ سے زیادہ** یعنی ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں اٹھائے پھری، پھر وضع حمل کے بعد دو برس تک دودھ پلایا۔ اس دوران میں نہ معلوم کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر بچہ کی تربیت کی۔ اپنے آرام کو اس کے آرام پر قربان کیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آدمی اولاً خدا تعالیٰ کا اور ثانیاً اپنے ماں باپ کا خصوصاً ماں کا حق پہچانے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ماں باپ کی خدمت و اطاعت میں بقدر استطاعت مشغول رہے جہاں تک اللہ کی نافرمانی نہ ہو کیونکہ اس کا حق سب سے مقدم ہے اور اسی کے سامنے سب کو حاضر ہونا ہے۔ انسان دل میں سوچ لے کہ کیا منہ لے کر وہاں جائیگا۔ (تنبیہ)

دودھ چھڑانے کی مدت دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دو سال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔ جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۶) **شرک میں ماں باپ کی اطاعت نہ کرو** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "شریک نہ مان جو تجھے معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے؟"

(۱۷) یعنی دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ مان۔ ہاں دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ نیکی اور سلوک کرتا رہ۔ اسی مضمون کی آیت سورۂ عنکبوت میں گذر چکی، وہاں کا فائدہ دیکھ لیا جائے۔

(۱۸) یعنی پیغمبروں اور مخلص بندوں کی راہ پر چل! دین کے خلاف ماں باپ کی تقلید یا اطاعت مت کر۔

۱؎ اے مارتا۔

(۱۹) یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر اولاد اور والدین سب کو پتہ لگ جائیگا کہ کس کی زیادتی یا تقصیر تھی۔ (تنبیہ) "وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ" سے یہاں تک حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ پہلے لقمان کی وصیت بیٹے کو تھی۔ اور آگے بھی "یٰبُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ" الخ سے اسی وصیت کا سلسلہ ہے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک ضروری تنبیہ فرما دی۔ یعنی شرک اتنی سخت قبیح چیز ہے کہ ماں باپ کے مجبور کرنے پر بھی اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "لقمان نے بیٹے کو باپ کا حق نہ بتلایا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کی نصیحت سے پیچھے اور دوسری نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرما دیا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا۔ باقی پیغمبر یا مرشد و ہادی کا حق بھی حق اللہ کے ذیل میں سمجھو کہ وہ اسی کے نائب ہوتے ہیں" (موضح تغیر یسیر)

(۲۰) حضرت لقمان کی دوسری نصیحت | یعنی کوئی چیز یا کوئی خصلت اچھی یا بُری اگر رائی کے دانہ کے برابر چھوٹی ہو اور فرض کرو پتھر کی کسی سخت چٹان کے اندر یا آسمانوں کی بلندی پر یا زمین کی تاریک گہرائیوں میں رکھی ہو، وہ بھی اللہ سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ جب وقت آئیگا وہیں سے لا حاضر کریگا۔ اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ عمل کرتے وقت یہ بات پیش نظر رکھے کہ ہزار پردوں میں بھی جو کام کیا جائیگا، اللہ کے سامنے ہے۔ چنانچہ نیکی یا بدی کیسی ہی چھپ کر کیجائے اُس کا اثر ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے جسے اہل نظر بے تکلف محسوس کر لیتے ہیں۔

(۲۱) یعنی خود اللہ کی توحید اور بندگی پر قائم ہو کر دوسروں کو بھی نصیحت کر کہ بھلی بات سیکھیں اور بُرائی سے رُکیں۔

(۲۲) صبر کی نصیحت | یعنی دنیا میں جو سختیاں پیش آئیں جن کا پیش آنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اغلب ہے اُن کو تحمل اور اولوا العزمی سے برداشت کر۔ شدائد سے گھبرا کر ہمت ہار دینا حوصلہ مند بہادروں کا کام نہیں۔

(۲۳) غرور نہ کرو | یعنی غرور سے مت دیکھ اور لوگوں کو حقیر سمجھ کر متکبروں کی طرح بات نہ کر۔ بلکہ خندہ پیشانی سے مل۔

(۲۴) اکڑ کر چلنے کی ممانعت | یعنی اترانے اور شیخیاں مارنے سے آدمی کی کچھ عزت نہیں بڑھتی، بلکہ ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔ سامنے نہیں تو پیچھے لوگ بُرا کہتے ہیں۔

(۲۵) بول چال میں اعتدال | یعنی تواضع، متانت، اور میانہ روی کی چال اختیار کر، بے ضرورت مت بول، کلام کرتے وقت حد سے زیادہ نہ چلا۔ اگر اونچی آواز سے بولنا ہی کوئی کمال ہوتا تو گدھے کی آواز پر خیال کرو، وہ بہت زور سے آواز نکالتا ہے، مگر کس قدر کریہہ و کرخت ہوتی ہے۔ بہت زور سے بولنے میں بسا اوقات آدمی کی آواز بھی ایسی ہی بے ڈھنگی اور بے تُکی ہو جاتی ہے۔ (ربط) لقمان کا کلام یہاں تک تمام ہوا۔ آگے پھر اصل مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال اور احسان و انعام یاد دلا کر توحید وغیرہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگائے تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں ۲۶ اور پوری کر دیں تم پر اپنی نعمتیں کھلی[1] اور

بَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ

چھپی[2] ۲۷ اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں نہ سوجھ اور نہ روشن کتاب ۲۸ اور جب اُن کو کہیے چلو

اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰی

اُس حکم پر جو اُتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلینگے اُس پر جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو اُن کو دوزخ کے

[1] ظاہر۔ [2] مخفی۔

عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾ وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى

عذاب کی طرف تو بھی ف۲۹ اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا مضبوط کڑا ف۳۰

وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا

اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا ف۳۱ اور جو کوئی منکر ہوا تو تو غم نہ کھا اُسکے انکار کر ہماری طرف پھر آنا ہے اُنکو پھر ہم جتلا دینگے اُن کو جو انہوں نے کیا

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَى عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

بے شک اللہ جانتا ہے جو بات ہے دلوں میں ف۳۲ کام چلا دینگے ہم اُنکا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائینگے اُن کو گاڑھے عذاب میں ف۳۳ اور اگر تو پوچھے اُن سے

مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ لِلَّهِ مَا فِي

کہ کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۳۴ اللہ کا ہے جو کچھ ہے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ

آسمان اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پرواہ سب خوبیوں والا ف۳۵ اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں اور سمندر ہو اس

يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا

کی سیاہی اُسکے پیچھے ہوں سات سمندر نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی بیشک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا ف۳۶ تم سب کا بنانا اور مرے

بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾

پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا ف۳۷ بیشک اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ف۳۸

(۲۶) **مخلوقات پر انسان کی حکومت** یعنی آسمان و زمین کی کل مخلوق تمہارے کام میں لگا دی ہے، پھر تم اُس کے کام میں کیوں نہیں لگتے۔

(۲۷) کھلی نعمتیں وہ جو حواس سے مُدرَک ہوں یا بے تکلف سمجھ میں آجائیں۔ چھپی وہ جو عقلی غور و فکر سے دریافت کی جائیں۔ یا ظاہری سے مادی و معاشی اور باطنی سے روحانی و معادی نعمتیں مراد ہوں۔ گویا پیغمبر بھیجنا کتاب اُتارنا، نیکی کی توفیق دینا، سب باطنی نعمتیں ہونگی واللہ اعلم

(۲۸) **اللہ کی بات میں بے علم و ہدایت جھگڑنے والے** یعنی ایسے کھلے ہوئے انعام و احسان کے باوجود بعض لوگ آنکھیں بند کر کے اللہ کی وحدانیت میں یا اس کی شئون و صفات میں یا اس کے احکام و شرائع میں جھگڑتے ہیں اور محض بے سند جھگڑتے ہیں۔ نہ کوئی علمی اور عقلی اصول اُن کے پاس ہے نہ کسی ہادی برحق کی ہدایت، نہ کسی مستند اور روشن کتاب کا حوالہ، محض باپ دادوں کی اندھی تقلید ہے جس کا ذکر اگلی آیت میں آتا ہے۔ (تنبیہ) ترجمہ سے یوں مترشح ہوتا ہے کہ غالباً مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "علم" سے عقلی طور پر سمجھنا مراد لیا ہے اور "ہدی" سے ایک طرح کی بصیرت مُراد لی ہے جو سلامتی ذوق و وجدان اور ممارست عقل و فکر سے ناشی ہوتی ہے مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو نہ معمولی سمجھ ہے نہ وجدانی بصیرت حاصل ہے نہ روشن کتاب یعنی نقلی دلیل رکھتے ہیں۔ یہ معنی بہت لطیف ہیں۔ ہم نے آیت کی جو تقریر اختیار کی محض تسہیل کی غرض سے کی ہے۔

(۲۹) **آباؤ اجداد کی اندھی تقلید** یعنی اگر شیطان تمہارے باپ دادوں کو دوزخ کی طرف لئے جا رہا ہو، تب بھی تم اُن کے پیچھے چلو گے؟ اور جہاں وہ گرینگے وہیں گرو گے؟

لہ بھاری۔ ۲ہ ختم۔

(۳۰) یعنی جس نے اخلاص کے ساتھ نیکی کا رستہ اختیار کیا اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا، سمجھو کر اُس نے بڑا مضبوط حلقہ ہاتھ میں تھام لیا ہے۔ جب تک یہ کڑا پکڑے رہیگا، گرنے یا چوٹ کھانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

(۳۱) یعنی جس نے یہ کڑا مضبوط تھامے رکھا وہ آخر اس کے سہارے سے اللہ تک پہنچ جائیگا اور خدا اُسکا انجام درست کر دیگا۔

(۳۲) **ان کے انکار اور تکذیب کی پروانہ کرو** یعنی تم اپنا علاقہ خدا تعالیٰ سے جوڑے رکھو، کسی کے انکار و تکذیب کی پروا نہ کرو۔ منکرین کو بھی بالآخر ہمارے ہاں آنا ہے۔ اس وقت سب کیا دھرا سامنے آجائیگا۔ کسی جرم کو اللہ سے چھپا نہ سکیں گے وہ تو دلوں تک کے راز جانتا ہے، سب کھول کر رکھ دیگا۔

(۳۳) یعنی تھوڑے دن کا عیش اور بے فکری ہے۔ مہلت ختم ہونے پر سخت سزا کے نیچے کھنچے چلے آئیں گے۔ مجال ہے کہ چھوٹ کر بھاگ جائیں؟

(۳۴) **اللہ کی خالقیت کا اعتراف کفار کو بھی ہے** یعنی الحمد للہ اتنا تو زبان سے اعتراف کرتے ہو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا بجز اللہ کے کسی کا کام نہیں پھر اب کونسی خوبی رہ گئی جو اس کی ذات میں نہ ہو۔ کیا ان چیزوں کا پیدا کرنا اور ایک خاص محکم نظام پر چلانا بدون اعلیٰ درجہ کے علم و حکمت اور زور و قدرت کے ممکن ہے؟ لامحالہ "خالق السمٰوٰت والارض" میں تمام کمالات تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اور یہ بھی اسی کی قدرت کا ایک نمونہ ہے کہ تم جیسے منکرین سے اپنی عظمت و قدرت کا اقرار کرا دیتا ہے جس کے بعد تم ملزم ٹھہرتے ہو کہ جب تمہارے نزدیک خالق تنہا وہ ہے تو معبود دوسرے کیونکر بن گئے بات تو صاف ہے پر بہت لوگ نہیں سمجھتے اور یہاں پہنچکر اٹک جاتے ہیں۔

(۳۵) یعنی جس طرح آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے ایسے ہی آسمان و زمین میں جو چیزیں موجود ہیں سب بلا شرکت غیرے اسی کی مخلوق و مملوک اور اسی کی طرف محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ وجود اور توابع وجود یعنی جملہ صفات کمالیہ کا مخزن و منبع اسی کی ذات ہے۔ اس کا کوئی کمال دوسرے سے مستفاد نہیں۔ وہ بالذات سب عزتوں اور خوبیوں کا مالک ہے۔ پھر اسے کسی کی کیا پروا ہوتی؟

(۳۶) **اللہ کے کلمات غیر متناہی ہیں** یعنی اگر تمام دنیا کے درختوں کو تراش کر قلم بنالیں اور موجودہ سمندر کی سیاہی تیار کی جائے، پھر پیچھے سے سات سمندر اور اس کی کمک پر آجائیں اور فرض کرو تمام مخلوق اپنی اپنی بساط کے موافق لکھنا شروع کرے، تب بھی ان باتوں کو لکھ کر تمام نہ کر سکیں گے جو حق تعالیٰ کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں، لکھنے والوں کی عمریں تمام ہو جائیں گی قلم گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گے، سیاہی ختم ہو جائیگی پر اللہ کی تعریفیں اور اس کی خوبیاں ختم نہ ہونگی بھلا محدود و متناہی قوتوں سے لامحدود اور غیر متناہی کا سرانجام کیونکر ہو۔ اَللّٰھُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔

(۳۷) **اللہ کا ارادہ و قدرت** یعنی سارے جہان کا پیدا کرنا اور ایک آدمی کا پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے لیئے دونوں برابر ہیں۔ نہ اس میں کچھ وقت نہ اُس میں کچھ تعب۔ ایک "کُنۡ" سے جو چاہے کر ڈالے اور لفظ "کُن" کہنے پر بھی موقوف نہیں۔ یہ ہم کو سمجھانے کا ایک عنوان ہے بس اُدھر ارادہ ہوا اِدھر وہ چیز موجود۔

(۳۸) **اللہ تعالیٰ کا سمع و بصر** یعنی جس طرح ایک آواز کا سُننا اور بیک وقت تمام جہان کی آوازوں کو سُننا، یا ایک چیز کا دیکھنا اور بیک وقت تمام جہان کی چیزوں کو دیکھنا، اس کے لئے برابر ہے، ایسے ہی ایک آدمی کا مارنا جلانا اور سارے جہان کا مارنا جلانا اس کی قدرت کے سامنے یکساں ہے۔ پھر دوبارہ جلانے کے بعد بیک وقت تمام اولین و آخرین کے اگلے پچھلے اعمال کا رتی رتی حساب چکا دینے میں بھی اُسے کوئی دقت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمارے تمام اقوال کو سنتا اور تمام افعال کو دیکھتا ہے۔ کوئی چھپی کھلی بات وہاں پوشیدہ نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۲۹ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ

ایک مقرر وقت تک ف۳۹ اور یہ کہ اللہ خبر رکھتا ہے اسکی جو تم کرتے ہو ف۴۰ یہ اس لیے کہ اللہ وہی ہے ٹھیک اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے

دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝۳۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ ع ۳ ۱۱ ۱۲

سوائے سو وہی جھوٹ ہے ف۴۱ اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا ف۴۲ تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت[1] لیکر تاکہ دکھلائے تمکو کچھ اپنی

مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۳۱ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ

قدرتیں ف۴۳ البتہ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنیوالے احسان ماننے والیکے واسطے ف۴۴ اور جب سر پر آئے انکو موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝۳۲

خالص کر کر اسی کے لیے بندگی ف۴۵ پھر جب بچا دیا انکو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں بیچ کی چال پر ف۴۶ اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ف۴۷

(۳۹) "مقرر وقت" سے قیامت مراد ہے یا چاند سورج میں سے ہر ایک کا دورہ۔ کیونکہ ایک دورہ پورا ہونے کے بعد گویا از سر نو چلنا شروع کرتے ہیں۔

(۴۰) یعنی جو قوت رات کو دن اور دن کو رات کرتی، اور چاند سورج جیسے کرات عظیمہ کو ادنیٰ مزدور کی طرح کام میں لگائے رکھتی ہے اُسے تمہارا مرے پیچھے زندہ کر دینا کیا مشکل ہوگا۔ اور جب ہر ایک چھوٹے بڑے عمل سے پوری طرح باخبر ہے تو حساب کتاب میں کیا دشواری ہوگی۔

(۴۱) **معبود ہونے کا اہل صرف اللہ ہے** یعنی حق تعالیٰ کی یہ شئون عظیمہ اور صفات قاہرہ اس لیے ذکر کی گئیں کہ سننے والے سمجھ لیں کہ ایک خدا کو ماننا اور صرف اس کی عبادت کرنا ہی ٹھیک راستہ ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے یا کیا جائے باطل اور جھوٹ ہے۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا جو "اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ" سے سمجھ میں آتا ہے اور دوسروں کا باطل و ہالک الذات ہونا اس کو مستلزم ہے کہ اکیلے اسی خدا کے واسطے یہ شئون و صفات ثابت ہوں، پھر جس کے لئے یہ شئون و صفات ثابت ہوں گی وہ ہی معبود بننے کا مستحق ہوگا۔

(۴۲) لہٰذا بندہ کی انتہائی پستی اور تذلل (جس کا نام عبادت ہے) اُسی کے لئے ہونا چاہیئے۔

(۴۳) یعنی جہاز بھاری بھاری سامان اُٹھا کر خدا کی قدرت اور فضل و رحمت سے کس طرح سمندر کی موجوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا چلا جاتا ہے

(۴۴) **بحری سفر میں اللہ کی نشانیاں** یعنی اس بحری سفر کے احوال و حوادث میں غور کرنا انسان کے لئے صبر و شکر کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ جب طوفان اُٹھ رہے ہوں اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہو اُس وقت بڑے صبر و تحمل کا کام ہے اور جب اللہ نے اس کشمکش موت و حیات سے صحیح و سالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اُس کا احسان مانے۔

(۴۵) **اللہ کو پکارنا انسانی ضمیر کی آواز ہے** اوپر دلائل و شواہد سے سمجھایا تھا کہ ایک اللہ ہی کا ماننا ٹھیک ہے اس کے خلاف سب باتیں جھوٹی ہیں۔ یہاں بتلایا کہ طوفانی موجوں میں گھر کر کٹر سے کٹر مشرک بھی بڑی عقیدتمندی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز یہی ہے۔ باقی سب بناوٹ اور جھوٹے ڈھکوسلے ہیں۔

(۴۶) یعنی جب خدا تعالیٰ طوفان سے نکال کر خشکی پر لے آیا۔ تو تھوڑے نفوس ہیں جو اعتدال و توسط کی راہ پر قائم رہیں ورنہ اکثر تو دریا سے

[1] فضل سے۔

نکلتے ہی شرارتیں شروع کر دیتے ہیں۔ مترجم رحمہ اللہ نے " فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ " کا ترجمہ کیا " تو کوئی ہوتا ہے ان میں بیچ کی چال پر "۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی جو حال خوف کے وقت تھا وہ تو کسی کا نہیں، مگر بالکل بھول بھی نہ جائے۔ ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر قدرت سے منکر ہوتے ہیں۔ اپنے بچ نکلنے کو تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح وغیرہ کی مدد پر۔

(۴۷) **قدرت الٰہیہ کا انکار** یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے طوفان میں گھر کر جو قول و قرار اللہ سے کر رہے تھے سب جھوٹے نکلے۔ چند روز بھی اس کے انعام و احسان کا حق نہ مانا۔ اس قدر جلد قدرت کی نشانیوں سے منکر ہو گئے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ

اے لوگو بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے

وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۳۳ اِنَّ اللّٰهَ

باپ کی جگہ کچھ بھی ف۴۸ بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی زندگانی اور نہ دھوکا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز ف۴۹ بیشک اللہ

عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ

کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے

غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝۳۴ ع ۱۴

گا اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مریگا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے ف۵۰

(۴۸) **قیامت میں نفسی نفسی** طوفان کے وقت جہاز کے مسافروں میں سخت افراتفری ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں رہتا ہے۔ تاہم ماں باپ اولاد سے اور اولاد ماں باپ سے بالکل غافل نہیں ہو جاتی۔ ایک دوسرے کے بچانے کی تدبیر کرتا ہے بلکہ بسا اوقات والدین کی شفقت چاہتی ہے کہ ہو سکے تو بچہ کی مصیبت اپنے سر لیکر اس کو بچالیں۔ لیکن ایک ہولناک اور ہوشربا دن آنے والا ہے جب ہر طرف نفسی نفسی ہوگی۔ اولاد اور والدین میں سے کوئی ایثار کر کے دوسرے کی مصیبت اپنے سر لینے کو تیار نہ ہوگا اور تیار بھی ہو تو یہ تجویز چل نہ سکے گی۔ چاہیئے کہ آدمی اس دن سے ڈر کر غضب الٰہی سے بچنے کا سامان کرے۔ آج اگر سمندر کے طوفان سے بچ گئے تو کل اس سے کیونکر بچو گے۔

(۴۹) **قیامت کا وعدہ ضرور پورا ہوگا** یعنی وہ دن یقیناً آکر رہیگا یہ اللہ کا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ لہٰذا دنیا کی چند روزہ بہار اور چہل پہل سے دھوکا نہ کھاؤ کہ ہمیشہ اسی طرح رہے گی۔ اور یہاں آرام سے ہو تو وہاں بھی آرام کرو گے؟ نیز اس دغاباز شیطان کے اغواء سے ہشیار ہو جو اللہ کا نام لے کر دھوکا دیتا ہے۔ کہتا ہے میاں اللہ غفور رحیم ہے خوب گناہ سمیٹو، مزے اڑاؤ، بوڑھے ہو کر اکٹھی توبہ کر لینا۔ اللہ سب بخشدیگا۔ تقدیر میں اگر اس نے جنت لکھ دی ہے تو گناہ کتنے ہی ہوں ضرور پہنچ کر رہو گے اور دوزخ لکھی ہے تو کسی طرح بچ نہیں سکتے پھر کاہے کے لئے دنیا کا مزہ چھوڑا۔

(۵۰) **تقدیر الٰہی اور تدبیر کا تعلق** یعنی قیامت آکر رہیگی۔ کب آئے گی؟ اس کا علم خدا کے پاس ہے۔ نہ معلوم کب یہ کارخانہ توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا جائے۔ آدمی دنیا کے باغ و بہار اور وقتی تر و تازگی پر ریجھتا ہے، کیا نہیں جانتا کہ علاوہ فانی ہونے کے فی الحال بھی یہ چیزیں اور اس کے اسباب سب خدا کے قبضہ میں ہیں۔ زمین کی ساری رونق اور مادی برکت (جس پر تمہاری خوشحالی کا مدار ہے) آسمانی بارش پر

موقوف ہے۔ سال دو سال مینہ نہ برسے تو ہر طرف خاک اُڑنے لگے۔ نہ سامان معیشت رہیں نہ اسباب راحت، پھر تعجب ہے کہ انسان دنیا کی زینت اور تر و تازگی پر فریفتہ ہو کر اُس ہستی کو بھول جائے جس نے اپنی باران رحمت سے اس کو تر و تازہ اور پُر رونق بنا رکھا ہے۔ علاوہ بریں کسی شخص کو کیا معلوم ہے کہ دنیا کے عیش و آرام میں اس کا کتنا حصّہ ہے۔ بہت سے لوگ کوشش کر کے اور ایڑیاں رگڑ کر مر جاتے ہیں لیکن زندگی بھر چین نصیب نہیں ہوتا۔ بہت ہیں جنہیں بے محنت دولت مل جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر بھی کوئی آدمی جو دین کے معاملہ میں تقدیر الٰہی پر بھروسہ کیئے بیٹھا ہو، دنیوی جدوجہد میں تقدیر پر قانع ہو کر ذرہ برابر کمی نہیں کرتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ تدبیر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اچھی تقدیر عموماً کامیاب تدبیر ہی کے ضمن میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہ علم خدا کو ہے کہ فی الواقع ہماری تقدیر کیسی ہوگی اور صحیح تدبیر بن پڑے گی یا نہیں۔ یہ ہی بات اگر ہم دین کے معاملہ میں سمجھ لیں تو شیطان کے دھوکہ میں ہرگز نہ آئیں بیشک جنت دوزخ جو کچھ ملے گی تقدیر سے ملے گی جس کا علم خدا کو ہے مگر عموماً اچھی یا بری تقدیر کا چہرہ، اچھی یا بُری تدبیر کے آئینہ میں نظر آتا ہے۔ اس لیئے تقدیر کا حوالہ دے کر ہم تدبیر کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ یہ پتہ کسی کو نہیں کہ اللہ کے علم میں وہ سعید ہے یا شقی۔ جنتی ہے یا دوزخی، مفلس ہے یا غنی لہٰذا ظاہری عمل اور تدبیر ہی وہ چیز ہوئی جس سے عادۃً ہم کو نوعیت تقدیر کا قدرے پتہ چل جاتا ہے۔ ورنہ یہ علم تو حق تعالیٰ ہی کو ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور پیدا ہونے کے بعد اُس کی عمر کیا ہو۔ روزی کتنی ملے، سعید ہو یا شقی، اسی کی طرف "وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ" میں اشارہ کیا ہے۔ رہا شیطان کا یہ دھوکا کہ فی الحال تو دنیا کے مزے اُڑا لو، پھر توبہ کر کے نیک بن جانا، اس کا جواب "وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا" الخ میں دیا ہے۔ یعنی کسی کو خبر نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا؟ اور کچھ کرنے کے لیئے زندہ بھی رہیگا؟ کب موت آجائیگی اور کہاں آئیگی؟ پھر یہ وثوق کیسے ہو کہ آج کی بدی کا تدارک کل نیکی سے ضرور کر لے گا اور توبہ کی توفیق ضرور پائیگا؟ اِن چیزوں کی خبر تو اُسی علیم و خبیر کو ہے۔ (تنبیہ)۔

اللہ کا علم غیب اور رسول اللہ کا علم غیب یاد رکھنا چاہیئے کہ مغیبات جنس احکام سے ہوں گی یا جنس اکوان سے، پھر اکوانِ غیبیہ زمانی ہیں یا مکانی، اور زمانی کی باعتبار ماضی، مستقبل، حال کے تین قسمیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے احکام غیبیہ کا کلی علم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا گیا۔

فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ الیٰ آخر الآیۃ (جن۔ رکوع ۲) جس کی جزئیات کی تفصیل و تبویب اذکیائے اُمت نے کی، اور اکوان غیبیہ کی کلیات و اصول کا علم حق تعالیٰ نے اپنے ساتھ مختص رکھا ہاں جزئیات منتشرہ پر بہت سے لوگوں کو حسب استعداد اطلاع دی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی اتنا وافر اور عظیم الشان حصّہ ملا جس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم اکوانِ غیبیہ کا علم کلی ربّ العزت ہی کے ساتھ مختص رہا۔

مفاتیح الغیب کا کلی علم صرف اللہ کو ہے آیت ہذا میں جو پانچ چیزیں مذکور ہیں احادیث میں اُن کو مفاتیح الغیب فرمایا ہے جن کا علم (یعنی علم کلی) بجز اللہ تعالےٰ کے کسی کو نہیں۔

فی الحقیقت ان پانچ چیزوں میں کل اکوان غیبیہ کی انواع کی طرف اشارہ ہوگیا۔ "بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ" میں غیوب مکانیہ "مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا" میں زمانیہ مستقبلہ۔ "مَا فِي الْأَرْحَامِ" میں زمانیہ حالیہ اور "يُنَزِّلُ الْغَيْثَ" میں غالباً زمانیہ ماضیہ پر تنبیہ ہے۔ یعنی بارش آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں کہ پہلے سے کیا اسباب فراہم ہو رہے تھے کہ ٹھیک اسی وقت اسی جگہ اسی مقدار میں بارش ہوئی، ماں بچہ کو پیٹ میں لیئے پھرتی ہے پر اُسے پتہ نہیں کہ پیٹ میں کیا

چیز ہے لڑکا یا لڑکی؟ انسان واقعات آئندہ پر حاوی ہونا چاہتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ کل میں خود کیا کام کرونگا؟ میری موت کہاں واقع ہوگی؟ اس جہل و بیچارگی کے باوجود تعجب ہے کہ دنیوی زندگی پر مفتون ہو کر خالق حقیقی کو اور اُس دن کو بھول جائے۔ جب پروردگار کی عدالت میں کشاں کشاں حاضر ہونا پڑے گا۔ بہر حال ان پانچ چیزوں کے ذکر سے تمام اکوانِ غیبیہ کے علم کلی کی طرف اشارہ کرنا ہے، حصر مقصود نہیں اور غالباً ذکر میں ان پانچ کی تخصیص اس لئے ہوئی کہ ایک سائل نے سوال انہی پانچ باتوں کی نسبت کیا تھا جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کما فی الحدیث۔

پہلے سورۂ انعام اور سورۂ نمل میں بھی ہم علم غیب کے متعلق کچھ لکھ چکے ہیں، ایک نظر ڈال لیجائے۔

تمّ سورۃ لقمان بمنّہٖ و کرمہٖ

